صدقات جمع کرنے پر ریاستی پابندی کا اختیار پنجاب چیریٹیز ایکٹ 2018ء کے تناظر میں۔ تحقیقی مطالعہ

* غلام ماجد[1]

** ڈاکٹر غلام دستگیر شاہین[2]

Abstruct

Early in 2018, Punjab Assembly passed a law in order to regulate welfare organizations and institutions. All welfare institutions were made bound to a complex official procedure. Violation of this procedure was regarded as a punishable crime. This law was widely discussed in think tanks and was strongly criticized. This research paper deals with understanding of this law, basic sections and their Islamic prespective is analysed according to Sharia. It has been proved in the light of Quran and Sunnah that Islam doesn't permit making non-obligatory charities system so complex and regarding it a crime. Hence, Government should make appropriate reforms in this law while reviewing it.

خلاصہ

۲۰۱۸ء کے اوائل میں پنجاب اسمبلی نے ایک ایسا قانون وضع کیا، جس کے ذریعے تمام فلاحی و خیراتی بنیاد پر کام کرنے والی تنظیموں اور اداروں کو کنٹرول کرنا پیش نظر تھا۔ پنجاب بھر میں اس قانون کے ذریعے فلاحی اداروں کو ایک پرپیچ سرکاری طریقہ کار کا پابند کر دیا گیا۔ اس طریقہ کار کی خلاف ورزی کو جرم قرار دینے کے ساتھ ساتھ سربراہان ادارہ کو سزا کا مستحق قرار دیا گیا۔

اس قانون پر علمی حلقوں میں بحث کا آغاز ہوا اور اسے تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ زیر نظر مضمون میں اس قانون کی تفہیم، بنیادی دفعات اور ان کا شرعی نقطۂ نظر سے جائزہ لیا گیا ہے۔ قرآن و سنت کے احکام کی روشنی میں یہ ثابت

---

[1] * سینئر ریسرچ آفیسر، اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد

[2] ** سینئر ریسرچ آفیسر، اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد

کیا گیا ہے کہ نفلی صدقات وخیرات کے لیے اس قسم کا پر پیچ نظام بنانے اور اس کی خلاف ورزی کو جرم کے زمرہ میں شامل کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

لہٰذا حکومت وقت کو اس قانون پر نظر ثانی کرتے ہوئے اس میں مناسب اصلاح وترمیم کرنی چاہیے۔

مؤرخہ 28/ فروری 2018ء کو پنجاب اسمبلی نے چیر ٹیز ایکٹ 2018ء منظور کیا جس پر 7/ مارچ 2018ء کو گورنر نے دستخط کر دیے، یوں یہ ایک قانون بن گیا۔ یہ قانون کل 43 دفعات پر مشتمل ہے۔ جس میں صدقات وخیرات جمع کرنے والے اداروں کے حوالے سے ایک قانونی طریقہ کار وضع کیا گیا ہے۔ اس ایکٹ کے تحت ایک کمیشن قائم ہو گا جو خیراتی مقاصد کے لیے چندہ جمع کرنے کے نظام کو کنٹرول کرے گا۔ کمیشن اپنے پاس تمام خیراتی اداروں کا ریکارڈ محفوظ رکھنے کا انتظام کرے گا اور اسی کی اجازت سے صدقات وخیرات اور چندہ جمع کیا جاسکے گا۔

چندہ وغیرہ جمع کرنے کے لیے کسی بھی ادارے کو پہلے رجسٹریشن کروانی ہو گی، اس کے بعد چندہ جمع کرنے کی اجازت حاصل کرنا ہو گی۔ اس قانونی طریقہ کار کے بغیر چندہ جمع کرنے کا کوئی بھی اقدام جرم تصور ہو گا اور اس پر سزا لاگو ہو گی۔ نیز یہی کمیشن ان اداروں کے آڈٹ کا بھی انتظام کرے گا۔

اس قانون کی وجہ سے پنجاب کے ان تمام اداروں کو مشکلات کا سامنا ہے جو عوامی تعاون پر چلتے ہیں اور ان کی طرف سے اس قانون پر اعتراضات کا سلسلہ بھی جاری ہے۔

قانون کا تجزیہ:

اس قانون کی کل ۴۳ دفعات ہیں، پہلی دفعہ تعریفات اور دیگر اکثر دفعات انتظامی قسم کے اقدامات کو بیان کرتی ہیں، جیسے کمیشن کی تشکیل، کمیشن کے فرائض منصبی اور اختیارات، اداروں کی رجسٹریشن اور رجسٹریشن کا طریقہ کار، اداروں کے متولی کے فرائض وذمہ داریاں وغیرہ۔

قانون کی دفعہ ۲۰، ۲۴، ۳۱ اور ۳۲: بنیادی دفعات ہیں، جن میں چندہ لینے کے لیے کمیشن کی اجازت ومنظوری کی شرط لگائی گئی ہے یا پھر اجازت کی منسوخی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

دفعہ ۲۰ کی پانچ ذیلی دفعات میں چندہ لینے کے لیے کمیشن کی اجازت ومنظوری کی شرط اور اجازت نامہ کی منسوخی کی تفصیلات ہیں جو حسب ذیل ہیں:

دفعہ ۲۰- فنڈز اکٹھا کرنے پر پابندی:

(۱) پروموٹرز کو فنڈز اکٹھا کرنے کی کسی صورت بھی اجازت نہ ہوگی، جب تک کہ چندہ لینے سے پہلے وہ تصدیق نامہ جس میں چندہ لینے کے مقاصد درج ہوں اور مجاز اتھارٹی سے باقاعدہ منظوری لی گئی ہو اور مجاز اتھارٹی کی طرف سے تحریری طور پر اجازت نامہ جاری نہ کر دیا گیا ہو۔

(۲) مجاز اتھارٹی، دفعہ ہذا کے تحت اگر وہ یہ سمجھے کہ پروموٹر یا جو شخص چندہ لے رہا ہے اس کے حق میں بہتر ہے یا پھر اتھارٹی فنڈ کے حوالے سے مطمئن نہیں یا چندہ جس مقصد کے لیے اکٹھا کیا جارہا ہے اس میں نظم نہیں تو کسی بھی اجازت نامہ کو منسوخ کر سکتی ہے۔

(۳) مجاز اتھارٹی چندہ کی باقاعدہ تحویل کے حوالے سے کسی امر سے مشروط حکم جاری کر سکتی ہے اور انتظامیہ اور چندہ کے استعمال اور مقاصد کے حوالے سے کسی چیز کو مشروط بنا سکتی ہے۔

(۴) اگر مجاز اتھارٹی چندہ جمع کرنے کی اجازت دیتی ہے تو اسے خصوصی مدت کے لیے ایک سرٹیفیکیٹ کمیشن کی ہدایت پر جیسا کہ ریگولیشنز، ہدایت نامے میں درج ہے۔ جس میں مخصوص کلیکٹرز اور چندہ اکٹھا کرنے کی باقاعدہ اجازت موجود ہو، جاری کرنا ہوگا۔

(۵) ڈپٹی کمشنر کو ضلع کی سطح پر اسسٹنٹ کمیشن کی طرف سے دی گئی منظوری کی منسوخی یا ترمیم کا اختیار حاصل ہوگا۔

دفعہ ۲۴ میں انتظامی اقدامات کے عنوان کے تحت فرائض میں کوتاہی پر کارروائی (رجسٹریشن کی منسوخی اور جرمانہ عائد کرنا) کا ذکر ہے، متن حسب ذیل ہے:

۲۴۔ انتظامی اقدامات:

(۱) نگرانی اور آڈٹ کرانے کے بعد اگر کمیشن کو اس حوالے سے اطمینان ہو کہ خیراتی ادارہ بل ہذا کے تحت مذکورہ فرائض کو پورا کرنے سے قاصر رہا ہے تو کمیشن درج ذیل کارروائی عمل میں لا سکتا ہے:

(اے) ایکٹ ہذا کے تحت اس خیراتی ادارے کی رجسٹریشن منسوخ یا معطل کر سکتا ہے۔

(بی) خیراتی ادارے یا تنظیم پر دس لاکھ روپے تک جرمانہ عائد کر سکتا ہے۔

(۲)۔ ضمنی دفعہ (۱) کے تحت کمیشن کسی خیراتی ادارے کے خلاف اس وقت تک کوئی کارروائی نہیں کر سکتا جب

تک کہ اس ادارے کو مذکورہ عمل کے خلاف اپنا دفاع کرنے اور اس عمل کو سرانجام دینے کی وجہ بتانے کے لیے مناسب وقت نہ دیا گیا ہو۔

دفعہ ۳۱ فنڈز کے غلط استعمال کے عنوان سے ہے جس کا متن حسب ذیل ہے:

۳۱۔ فنڈز کا غلط استعمال:

(۱) خیراتی ادارہ، صدقات یا خیراتی فنڈز وصول کرنے کے بعد کمشنر کی پیشگی اجازت کے بغیر فنڈز کو کسی دوسرے مقاصد کے لیے استعمال نہیں کرے گا۔

(۲) جس شخص کے پاس خیراتی فنڈ جمع کرنے کا اختیار ہو وہ کمشنر یا مجاز اتھارٹی کی پیشگی تحریری اجازت کے بغیر فنڈ کو کسی دوسرے شخص کی تحویل میں نہیں دے سکتا۔

(۳) خیراتی فنڈ کے لیے جمع شدہ رقم کا کوئی حصہ اگر اس مقصد کے علاوہ جس کے لیے اسے جمع کیا گیا تھا کسی دوسرے مقصد کے لئے استعمال کرتا ہے یا دوسری صورت میں کسی طرح کی خیانت یا غبن سے کام لیتا ہے تو فنڈ جمع کرنے والے یا انتظامی امور سے وابستہ افراد جو صدقات جمع کرتے ہیں یا خیراتی فنڈ وصول کرنے والے کو خیراتی فنڈ کے غلط استعمال، اس میں خیانت یا غبن کا ذمہ دار سمجھا جائے گا جب تک کہ وہ یہ ثابت نہ کرے کہ فنڈ کا غلط استعمال یا اس میں خیانت و غبن ہونے کا اسے علم نہیں تھا اور یہ کہ اس نے اپنی طرف سے فنڈ کے غلط استعمال یا اس میں خیانت اور غبن کے ایکٹ ہذا کے تحت روکنے کی پوری کوشش کی تھی۔

دفعہ ۳۲ میں سزا کا ذکر ہے جس کی عبارت حسب ذیل ہے:

۳۲۔ سزا:

(۱) کوئی بھی شخص جو بد دیانتی یا دھوکہ دہی میں ملوث پایا گیا یا پھر خیراتی فنڈ کو جمع کرنے سے متعلق ریکارڈ میں تبدیلی کرے، ریکارڈ چھپائے یا ضائع کرے تو یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے قانون کی مخالفت کی۔

(۲) کوئی شخص جو ایکٹ ہذا کے کسی دفعہ یا اصول یا ایکٹ ہذا کے تحت دیے گئے کسی حکم یا ہدایات یا عائد شدہ شرط کی خلاف ورزی کرے گا وہ زیادہ سے زیادہ چھ ماہ اور کم از کم ۱۵ دن قید کا مستوجب ہو گا اور اس کے ساتھ کم از کم پچیس ہزار روپے اور زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ روپے کا جرمانہ ادا کرنا ہو گا۔

فقہی تکییف:

اس قانون کی رو سے صورت مسئلہ یہ بنتی ہے کہ حکومت کی پیشگی اجازت کے بغیر کسی بھی مقصد کے لیے چندہ اکٹھا کرنا، جس میں صدقات واجبہ (زکوٰۃ، صدقہ فطر، قربانی کی کھالیں وغیرہ) صدقات نافلہ، ھدایا اور ہبہ وغیرہ جمع کرنا شامل ہیں، جرم ہے، اور اس جرم پر حکومت کو قید اور مالی جرمانہ کی سزا کا اختیار ہے۔ نیز حکومتی اجازت نامہ کے حصول کے لیے ایسی شرائط رکھی گئی ہیں، جن کی وجہ سے اجازت نامہ کا حصول مشکل نظر آتا ہے جبکہ کمیشن کے لیے اجازت نامہ کی منسوخی کا وسیع اختیار ہے اور کھلا میدان ہے۔

مزید بر آں! اس قانون میں حکومت کو خیراتی اداروں کے آڈٹ کرانے اور حسابات میں شفافیت بر قرار رکھنے کا بھی اختیار دے دیا گیا ہے۔

ان سب امور کا شرعی و قانونی حکم معلوم کرنا ضروری ہے۔

یہ حکم معلوم کرنے کے لیے حسب ذیل تین سوالات کو سامنے رکھا جائے تو قانون کے بارے رائے قائم کرنا آسان ہو جاتا ہے:

(1) کیا موجود رجسٹرڈ اداروں پر خیرات وصدقات جمع کرنے کے لیے حکومت سے پیشگی اجازت کی پابندی لگانا جائز ہے؟

(2) کیا پیشگی اجازت کے بغیر صدقات وغیرہ جمع کرنے والے پر سزا نافذ کی جاسکتی ہے؟

(3) کیا حکومت اداروں کے پاس جمع شدہ صدقات وخیرات کے خرچ وغیرہ کا آڈٹ کرنے کا حکم جاری کر سکتی ہے؟

پہلے سوال پر بحث:

جہاں تک پہلے سوال کے جواب کا تعلق ہے تو اس حوالے سے قرآن وسنت کی ان نصوص کو پیش نظر رکھنا ہو گا، جن میں انفاق فی سبیل اللہ کے احکام اور صورتیں مذکور ہیں، جیسا کہ سورہ بقرہ آیت 177 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰي حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ

وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ﴾[1]

"اور دے مال اس کی محبت پر رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو اور مانگنے والوں کو۔"

اس آیت کریمہ میں عمومی طور پر خرچ کرنے کی ترغیب ہے، چاہے وہ واجب صدقات وخیرات ہوں یا نفلی صدقات وخیرات ہوں جیسا کہ امام جصاص اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

"وليس في الآية دلالة على أنها الواجبة وإنما فيه حث على الصدقة ووعد بالثواب عليها- وهذا لفظ ينطوي على الفرض والنفل إلا أن في سياق الآية ونسق التلاوة ما يدل على أنه لم يرد به الزكاة-"[2]

"اس آیت میں ایسی کوئی دلیل نہیں ہے کہ اس انفاق سے واجب صدقہ مراد ہو، اس میں تو صرف صدقہ کرنے کی ترغیب ہے اور اس پر ثواب کا وعدہ ہے اور یہ ایسا لفظ ہے جو فرض اور نفل دونوں کو شامل ہے البتہ آیت کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے اس سے زکوۃ مراد نہیں ہے (کیونکہ اس کا تذکرہ بعد میں موجود ہے۔"

اس آیت کریمہ میں ایک عمومی ہدایت کے انداز میں افراد امت کو ازخود خرچ کرنے کی ہدایت مذکور ہے کہ وہ قریبی رشتہ داروں، یتیموں، مساکین، مسافروں اور سائلین کو صدقات وخیرات دیا کریں لہٰذا جس کسی خیراتی ادارہ میں ان انواع میں سے لوگ موجود ہوں تو ان کو بغیر کسی شرط کے اپنی خیرات دینے کی اجازت معلوم ہوتی ہے، جب خیرات دینے والے پر کسی قسم کی پابندی عائد نہیں تو اگر کوئی استحقاق رکھنے والا ان سے وصول کرے تو اس پر بھی کوئی پابندی نہیں ہونی چاہیے۔

---

1 سورۃ البقرۃ ۲:۱۷۷

2 الجصاص، أحمد بن علی، أبو بکر، احکام القرآن (داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۰۵ھ)، ۱/۱۶۲

اسی طرح ایک اور آیت کریمہ ہے

﴿اِنۡ تُبۡدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ ۚ وَاِنۡ تُخۡفُوۡهَا وَتُؤۡتُوۡهَا الۡفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ﴾[1]

"اگر ظاہر کر کے دو خیرات تو کیا اچھی بات ہے، اور اگر اس کو چھپاؤ اور فقیروں کو پہنچاؤ تو وہ بہتر ہے تمہارے حق میں۔"

اس آیت کریمہ میں ظاہری اور پوشیدہ دونوں طرح کے صدقات وخیرات کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے لیکن ایسے صدقات وخیرات کی زیادہ فضیلت کی طرف اشارہ ہے جو پوشیدہ طور پر کیے گئے ہوں۔ جیسا کہ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

"وفيه دلالة على أن إسرار الصدقة أفضل من إظهارها لأنه أبعد عن الرياء"[2]

"اس آیت میں دلالت ہے کہ بلا شبہ خفیہ صدقہ کرنا اسے ظاہر کر کے کرنے سے افضل ہے اس لیے کہ یہ ریاکاری سے دور ہے۔"

اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ وخیرات کا ایسا طریقہ کار جو نہ صرف پوشیدہ ہو بلکہ کسی سرکاری میکنزم سے ہٹ کر ہو وہی زیادہ باعث اجر وفضیلت ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کی متعدد آیات، جن میں انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب اور فضیلت مذکور ہے ان میں کلام الٰہی کا انداز اسی طرف دال ہے کہ یہ کسی محکمانہ جکڑ بندیوں کے بغیر ہی زیادہ مؤثر اور نتیجہ خیز ہے۔ البتہ سورہ توبہ کی درج ذیل آیت مبارکہ

﴿خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَتُزَکِّیۡهِمۡ بِهَا﴾[3]

---

1 سورۃ البقرۃ ۲:۲۷۱

2 دمشقی، أبو الفدا إسماعیل بن عمر بن کثیر، تفسیر القرآن العظیم (دار طیبۃ للنشر والتوزیع، ۱۴۲۰ھ)، ۱/۷۰۱

3 سورۃ التوبہ ۹:۱۰۳

"لیجیے آپ ان کے مال میں سے زکوۃ کہ پاک کریں آپ ان کو اور
بابرکت کریں ان کو اس کی وجہ سے۔"

سے استدلال کیا جاسکتا ہے۔ اولی الامر اور حکومت کو انفاق فی سبیل اللہ کے اموال وصول کرنے یا ان کا انتظام کرنے کا اختیار دیا گیا ہے، لیکن یہ استدلال تام نہیں ہے کیونکہ اس بارے میں فقہاء کرام تصریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ولی الامر صرف زکوۃ و عشر کے اموال خود وصول کرنے کا انتظام کر سکتا ہے، عام نفلی صدقات و خیرات کے بارے میں سربراہ ریاست کے کسی اختیار کا اس آیت میں تذکرہ نہیں ہے۔ مزید اس سلسلے میں بھی یہ تفصیل ذکر کی گئی ہے کہ کن اموال کی زکوۃ وصول کرنے کا حکومت انتظام کر سکتی ہے اور کن اموال کی زکوۃ وصول نہیں کر سکتی۔

چنانچہ فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ادوار میں اس حوالے سے کوئی واضح تقسیم نہیں کی گئی تھی لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد میں اس حوالے سے اموال ظاہرہ اور اموال باطنہ کی تقسیم کر دی گئی اور صرف اموال ظاہرہ سے زکوۃ وصول کرنے کا انتظام جاری رکھنے کا حکم دیا گیا اور لوگوں کو تفتیش کے ضرر سے بچانے کے لیے اموال باطنہ پر سے حکومت کے اختیار کو ختم کر دیا گیا۔ اسی تفصیل کی طرف علامہ کاسانی علیہ الرحمۃ نے ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے:

"فقد قال عامة مشايخنا إن رسول الله طالب بزكاته وأبوبكر وعمر طالبا وعثمان طالب زمانا ولما كثرت أموال الناس ورأى أن في تتبعها حرجا على الأمة وفي تفتيشها ضررا بأرباب الأموال فوض الأداء إلى أربابها- وذكر إمام الهدى الشيخ أبو منصور الماتريدي السمرقندي رحمه الله وقال لم يبلغنا أن النبي صلى الله عليه وسلم بعث في مطالبة المسلمين بزكاة الورق وأموال التجارة ولكن الناس يعطون ذلك" (1)

---

1 الکاسانی، أبو بکر بن مسعود بن أحمد، بدائع الصنائع (دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۰۶ھ)، ۲/۳۶

"ہمارے اکثر مشائخ نے کہا ہے کہ بیشک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے زکوٰۃ وصول کرنے کا مطالبہ کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی ایک عرصہ تک زکوٰۃ کی وصولی کا مطالبہ کیا لیکن جب لوگوں کے مال کی کثرت ہوگئی اور ان کی رائے میں اس طرح پیچھے پڑنے میں امت پر حرج تھا اور اصحاب مال افراد کی تفتیش میں ان کے لیے ضرر ہے تو زکوٰۃ ادا کرنا انہی کے سپرد کر دیا۔ شیخ ابو منصور ماتریدی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ہم تک ایسی کوئی روایت نہیں پہنچی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے سونا، چاندی اور مال تجارت کی زکوٰۃ کا مطالبہ کرنے کے لیے کسی کو بھیجا ہو، پس لوگ خود ہی ادا کرتے تھے۔"

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ خیر القرون میں بھی جو اس حوالے سے انتظامات کیے گئے تھے وہ صرف زکوٰۃ وعشر سے متعلق تھے اور اس میں بھی یہ تقسیم رکھی گئی تھی کہ اموال باطنہ کی زکوٰۃ لوگ ازخود ادا کرسکتے ہیں، حکومت اس حوالے سے کوئی انتظام نہیں کرسکتی اور نفلی صدقات وخیرات کے حوالے سے اس قسم کے کسی انتظام کی کوئی نظیر نہیں ملتی بلکہ نصوص شرعیہ کے انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک آزادانہ نظام کے تحت ہو نہ کہ حکومتی قواعد وضوابط کی پیچیدگیوں کے تحت۔

لہٰذا حکومت کی طرف سے خیرات وصدقات وصول کرنے والے اداروں پر پیشگی اجازت لینے کی شرط عائد کرنا درست معلوم نہیں ہوتا، اور تقاضائے نصوص کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔

دوسرے سوال پر بحث:

اسی سے دوسرے سوال کا جواب بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ جب حکومت کی طرف سے پیشگی اجازت لینے کی شرط عائد کرنا شرعاً درست نہیں ہے تو اگر کسی ادارے نے حکومت کی اجازت کے بغیر

صدقات وخیرات وصول کرلیے تو اس پر سزا کا نفاذ بھی درست عمل نہیں ہے بلکہ ظلم وجبر کی ایک صورت ہے کیونکہ سزا کا دارومدار اجازت پر ہے، جب اجازت لینے کی شرعاً کوئی پابندی نہیں ہے تو اس پر سزا جاری کرنے کی بھی شرعاً اجازت نہیں ہے۔

تیسرے سوال پر بحث:

جہاں تک تیسرے سوال کا تعلق ہے کہ صدقات وخیرات وصول کرنے والے اداروں کا آڈٹ کیا جائے تو یہ حکومتی اختیار میں آتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں ایک نقطہ نظر تو یہ ہو سکتا ہے کہ چونکہ لوگوں کے اموال ان اداروں کے پاس امانت ہوتے ہیں لہٰذا ان کو درست جگہ پر خرچ کرنے کا پابند بنانا اور اس میں خیانت کو روکنا حکومت کا اختیار ہے۔ لہٰذا ان اداروں کے آڈٹ کا انتظام کیا جا سکتا ہے لیکن دوسرا نقطۂ نظر جو درحقیقت آئین و قانون پر مبنی ہے یہ ہے کہ حکومت کو یہ بھی اختیار حاصل نہیں ہے، چنانچہ یہ معاملہ جب اسلامی نظریاتی کونسل میں زیر بحث آیا تو اس مخصوص نقطہ کے بارے میں ماہر قانون جناب جسٹس (ر) محمد رضا خان نے اس انداز سے قانونی رائے دی:

> "آئینی طور پر حکومت کو آڈٹ کروانے کا اختیار صرف ان جگہوں
> پر ہوتا ہے جہاں اس نے خود فنڈ دیا ہو لیکن جہاں حکومت نے فنڈ
> نہ دیا ہو تو وہاں اسے آڈٹ کروانے کا کوئی اختیار نہیں"[1]۔

البتہ یہ اختیار ضرور ہے کہ حکومت ان اداروں کو پابند کرے کہ کسی مستند ادارے سے خود آڈٹ کرانے کا انتظام کرے اور اس کی رپورٹ جمع کرائے اور اس قانون سے قبل ایسا ہی معمول جاری ہے۔

عمومی اور وسیع تناظر

وسیع تناظر میں دیکھا جائے تو اس قانون کے کئی پہلو ہیں، جن میں بعض کے جائز ہونے میں کلام نہیں مگر بعض پہلو محل نظر لگتے ہیں۔

مثلاً: اگر اس حوالے سے دیکھا جائے کہ اداروں کو نظم میں لانے اور قانونی حیثیت دے کر تحفظ

---

1 اسلامی نظریاتی کونسل، اجلاس نمبر: ۲۱۴، روداد، ص: ۲۷

فراہم کرنا حکومت وقت کو اختیار ہے تو اس کے جواز میں دو رائے نہیں ہو سکتیں۔ اسی طرح حسابات میں شفافیت قائم کرنے اور صدقات و خیرات کے ذریعے حاصل شدہ فنڈز میں بے ضابطگیوں، بدعنوانی اور خیانت کے راستوں کو مسدود کرنے کے لیے جانچ پڑتال کی پابندی عائد کرنے کا جواز بھی ظاہر ہے۔

جبکہ محل نظر پہلوؤں کی تفصیل یہ ہے کہ چندہ جمع کرنے کا مجموعی عمل یا نظام فی الجملہ عبادت ہے۔ اس لیے کہ یہ نظام صدقات واجبہ و صدقات نافلہ دونوں پر مشتمل ہے اور چندہ دینے والوں کی شرعی ذمہ داری ہے کہ شرعی احکام کے تابع صدقات کی ادائیگی کریں، جس طرح افراد کو براہ راست صدقات کی ادائیگی شرعی و قانونی طریقہ ہے تو صدقات کی ادائیگی کے لیے دوطرفہ توکیل بھی شرعی و قانونی طریقہ ہے، یعنی شریعت نے اس کی اجازت دی ہے کہ اگر کوئی شخص صدقہ دینے والے کی طرف سے اور صدقہ لینے والے کی طرف سے وکیل بنایا جائے تو یہ امور کئی قرآنی آیات، احادیث نبویہ اور اجماع امت سے ثابت ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس ہمہ جہت پہلو مالی عبادت کی ادائیگی کو کڑی حکومتی شرائط کے تابع کرنا کیا درست ہے؟ جیسا کہ اس قانون میں کیا گیا ہے۔

مزید برآں! عبادت کی انجام دہی کو فی الجملہ جرم قرار دینا اور اس جرم پر سزا دینا کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟

ایک پہلو یہ بھی ہے کہ صدقات و خیرات جیسی مالی عبادات کی ادائیگی کا جہاں نصوص شرعیہ میں پرزور حکم دیا گیا ہے، وہاں ترغیب کے لیے بڑے فضائل بیان کیے گئے ہیں، یہ فضائل و اجر و ثواب جس طرح صدقہ دینے والوں کے لیے ہیں، اسی طرح صدقات کے نظام کا کسی بھی مرتبے میں حصہ بننے والوں کے لیے بھی ہیں، تو ان فضائل اور اجر و ثواب کے حصول کے لیے منفی اثرات کے حامل حکومتی اجازت ناموں کی شرط لگانا اور شرط پوری کیے بغیر اجر و ثواب کے حصول کی کوششوں کو قابل تعزیر جرم قرار دینا کس طرح درست ہو سکتا ہے؟

اطلاقی لحاظ سے منفی پہلو

اس قانون کا ایک منفی پہلو اطلاقی لحاظ سے ہے، اس لیے کہ ہمارے ملک میں عمومی طور پر فلاحی

ادارے اور دینی مدارس لوگوں کے صدقات و خیرات سے چلتے ہیں، جہاں دینی علوم کی اشاعت ہوتی ہے، اس قانون کی براہ راست زد انہی مدارس پر پڑی ہے جیسا کہ گزشتہ سالوں میں چرمہائے قربانی کے جمع کرنے کے مواقع پر نظر آیا، اس قانون کے نتیجے میں دینی علوم کی اشاعت، جو امت کا اجتماعی فریضہ ہے، متاثر ہو گا، اور اس میں رکاوٹیں پیش آئیں گی، جبکہ علماء و مفسرین نے ارشاد باری تعالیٰ

﴿لِلْفُقَرَاءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾[1]

"خیرات ان فقیروں کے لیے ہے جو رکے ہوئے ہیں اللہ کی راہ میں، چل پھر نہیں سکتے ملک میں، سمجھے ان کو ناواقف مالدار ان کے سوال نہ کرنے سے، تو پہچانتا ہے ان کو ان کے چہرے سے، نہیں سوال کرتے لوگوں سے لپٹ کر، اور جو کچھ خرچ کرو گے کام کی چیز، وہ بے شک اللہ کو معلوم ہے۔"

کے تحت لکھا ہے کہ دینی علوم کے حصول و اشاعت کے لیے اپنے آپ کو وقف کرنے والے طلباء اور علماء کو صدقات واجبہ دینا اس آیت کا مصداق ہے۔ چنانچہ مفتی محمد شفیع عثمانی لکھتے ہیں:

"یہاں فقرا سے مراد وہ تمام لوگ ہیں جو دینی مشغولیت کی وجہ سے دوسرا کوئی کام نہیں کر سکتے"[2]۔

نیز ان پر انفاق کرنے میں دگنا اجر ہے، ایک انفاق مال کا دوسرا اشاعت علم دین میں مدد گار بننے کا۔

مالی جرمانہ عائد کرنا

---

1 سورۃ البقرۃ ۲:۲۷۳

2 عثمانی، مفتی محمد شفیع، معارف القرآن (ادارۃ المعارف، کراچی، ۱۹۹۱ء)، ص: ۶۴۲

مزید بر آں! اس قانون میں بعض ایسی جزئیات ہیں جو شرعاً درست نہیں، مثلاً متولیوں یا ادارے پر مالی جرمانہ عائد کرنا اور وہ بھی دس لاکھ تک، جیسے دفعہ ۲۴(ا)(بی) میں ہے۔ ایک تو مالی جرمانہ بذات خود محل نظر ہے، پھر ادارے پر مالی جرمانہ عائد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ادارہ چندے کی رقم میں سے یہ جرمانہ ادا کرے گا جبکہ وہ رقم زکوۃ اور دیگر صدقات واجبہ سے حاصل ہوئی ہوتی ہے۔ زکوۃ کی رقوم کو حکومتی جرمانوں میں جبراً وصول کرنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟!

سرکاری اہل کاروں کا تحفظ

اس قانون کی دفعہ ۴۰ تحفظ (indemnity) سے متعلق ہے جس میں سرکاری اہل کاروں پر سے سزا معافی کا ذکر ہے اور ان کی طرف سے اس قانون پر عملدرآمد کرانے کے دوران کسی قسم کا عمل نہ جرم قرار پائے گا نہ ہی اس پر کوئی سزا ہو گی۔ اس دفع کی عبارت حسب ذیل ہے:

۴۰۔ تحفظ۔ ایکٹ ہذا کے تحت کسی بھی قسم کی قانونی چارہ جوئی، مقدمہ یا دیگر قانونی کارروائی کسی بھی فرد کے خلاف خیر خواہی کے طور پر کئے گئے اقدام یا کئے جانے والے اقدام پر نہیں کی جا سکتی یا نہیں کی جا سکے گی۔

یہ دفعہ بھی غیر شرعی ہے جیسا کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی ایک سفارش میں اس حوالے سے حسب ذیل فیصلہ کیا تھا:

> "مختلف قوانین پر غور و خوض کرتے ہوئے کونسل کے علم میں یہ بات آئی کہ بہت سی دفعات نیک نیتی یا حسن ظن کے تصور پر مبنی ہیں۔ حقیقت میں یہ انگریزی قانون کا خاصہ ہے کہ وہ نیک نیتی سے کیے گئے کسی فعل کے بارے میں ملزم کو ہر قسم کی ذمہ داری سے مستثنیٰ قرار دیتا ہے۔ اگر نیک نیتی سے کیے گئے کسی فعل کے نتیجے میں کوئی آدمی مارا جائے یا کسی جائیداد کو کوئی نقصان پہنچ جائے یا کوئی شخص دوسری مضرت کا شکار ہو جائے تو متضرر شخص کو مروجہ قوانین کے تحت ہرجانہ طلب کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

ہر معاملے میں ایسا استثناء یا برأت اسلامی احکام کے منافی ہے"[1]۔

خلاصہ کلام

- صدقات وخیرات کرنے کی قرآن وسنت میں ایسی عمومی ہدایات ہیں کہ ان پر کسی مخصوص طریقہ کار کی پابندی نہیں ہے، بلکہ زیادہ سے زیادہ کی ترغیب وارد ہے۔
- جو ادارے صدقات وخیرات جمع کرتے ہیں ان پر پیشگی حکومت سے اجازت لینے کی پابندی عائد کرنا شرعاً درست نہیں ہے۔
- جو ادارے حکومتی اجازت کے بغیر صدقات وخیرات جمع کریں ان پر سزا کا نفاذ درست نہیں ہے۔
- صدقات وخیرات جمع کرنے والے اداروں کا آڈٹ کرنا حکومت کا اختیار نہیں ہے، یہ اختیار صرف ان اموال میں ہے جو حکومت نے دیے ہیں۔
- یہ قانون اپنی روح، مقاصد اور اطلاقی پہلو کے حوالے سے درست نہیں۔

---

1 اسلامی نظریاتی کونسل، فائنل رپورٹ، رہنما اصول نمبر:۸، ص:۱۵